© rasailojaraid.com

۶۔ داناپوری،عبدالرؤف، اصح السیر ،ادارہ اسلامیات لاہور،۲۰۰۹ئ،ص۳۰۶

۷۔ محمد حمیداللہ، ڈاکٹر،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حکم رانی اور جانشینی،بیکن بکس لاہور،۲۰۱۱ئ،ص ۹۲

۸۔ محمد حمیداللہ، ڈاکٹر،محمد رسول اللہ،ترجمہ خالد پرویز،بیکن بکس لاہور،۲۰۰۵ئ، ص۲۰۹

۹۔ صحیح بخاری، کتاب المظالم، ۲۴۴۳،صحیح مسلم، ۲۵۸۰

۱۰۔ سنن أبی داؤد، کتاب الادب، باب فی النصیحۃ، ۴۹۴۴

۱۱۔ الازہری، پیر محمد کرم شاہ، ضیاالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ضیاء القران پبلی کیشنز لاہور،۱۹۹۹ئ، ج۵،ص۲۷۹

۱۲۔ گوہر رحمان، مولانا، اسلامی سیاست، مکتبہ تفہیم القرآن مردان، ۲۰۰۲ئ،ص۱۴۰

۱۳۔ سنن ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، باب فی القیامۃ، ۲۴۱۷

۱۴۔ صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضیلۃ الامام العادل، ۱۸۲۸

۱۵۔ المعجم الکبیر

۱۶۔ سنن الترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی المداراۃ، ۱۹۹۶ء

۱۷۔ سنن أبی داؤد، کتاب الاقضیۃ، باب فی کراھیۃ الرشوۃ، ۳۵۸۰؛سنن ترمذی، ۱۳۳۷

۱۸۔ طبری،محمد بن جریر، تفسیر الطبری، ھجر للطباعۃ والنشر، قاہرہ، ۲۰۰۱ئ، ج۷،ص ۱۷۳

۱۹۔ قرطبی،محمد بن احمد،الجامع لأحکام القرآن،مؤسسۃ الرسالۃ بیروت،۲۰۰۶ئ،ج۶،ص ۴۲۳

۲۰۔ ابن کثیر، عمادالدین،تفسیر ابنِ کثیر،مکتبہ قدوسیہ لاہور، ۲۰۰۶ئ، ج۵،ص ۲۲۶

۲۱۔ محمد شفیع، مفتی، معارف القرآن، ادارۂ معارف کراچی، ۲۰۰۵ئ، ج۲،ص ۴۴۶

۲۲۔ صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب رفع الامانۃ، ۶۴۹۶

۲۳۔ صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، ۱۸۲۵

۲۴۔ السنن الکبریٰ للبیہقی: ۲۰/ ۱۶۸

۲۵۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، ۱۰۲

۲۶۔ المعجم الکبیر للطبرانی، ج۱۹،ص ۲۷۴

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۲۷۔ غازی، محمود احمد، ادب القاضی، ادارہ تحقیقات اسلامیہ اسلام آباد، ۱۹۹۳ئ،ص ۳۷۵
۲۸۔ دہلوی، شاہ ولی اللہ، البدور البازغۃ، ترجمہ قاضی مجیب الرّحمن، وزارتِ مذہبی امور اسلام آباد، ۱۹۸۱ئ،ص ۲۰۲
۲۹۔ صحیح بخاری، کتاب الاحکام، باب قول اللہ تعالیٰ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول، ۷۱۳۸
۳۰۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، سیرت سرور عالم، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، ۲۰۰۹ئ، ج ۲،ص ۱۷۰
۳۱۔ البوطی، محمد سعید رمضان، دروس سیرت، ترجمہ محمد رضی الاسلام ندوی، نشریات لاہور، ۲۰۱۰ئ،ص ۲۷۳

☆☆☆

مطالعہ وتحقیق اور تصنیف وتالیف کے شائقین کے لیے سنہری موقع

ادارۂ تحقیق وتصنیف اسلامی علی گڑھ میں دوسالہ تصنیفی تربیت کورس کے لیے ایسے یکسو اسکالرس کی ضرورت ہے جو:

☆ مطالعہ وتحقیق اور تصنیف وتالیف کا ذوق وشوق رکھتے ہوں۔
☆ امت کی فکری رہ نمائی اور اپنے علمی ارتقاء کے خواہش مند ہوں۔
☆ عربی، انگریزی اور اسلامیات کی اچھی استعداد رکھتے ہوں۔

اس کورس کے امیدوار کے لیے ضروری ہے کہ وہ:

☆ کسی معروف عربی درس گاہ سے فضیلت یا اس کی مساوی سند کے حامل ہو یا کسی کالج و یونی ورسٹی سے گریجویٹ ہو۔
☆ اس کی عمر ۲۵ر سال سے زائد نہ ہو۔

منتخب طلبہ کو ادارہ کے خوب صورت اور وسیع کیمپس میں قیام کی سہولت کے ساتھ پانچ ہزار روپے ماہانہ وظیفہ دیا جائے گا۔

خواہش مند طلبہ درخواست کے ساتھ اپنے کوائف مع اسناد کی نقول اس طرح ارسال کریں کہ ۱۵ر مارچ ۲۰۱۵ء تک ادارہ کو موصول ہوجائے۔ جن افراد کو انٹرویو کے لیے بلایا جائے گا انھیں دونوں طرف کا سلیپر کلاس کا کرایہ دیا جائے گا۔

نوٹ: ادارہ کے مختلف علمی وتحقیقی منصوبوں کی تکمیل کے لیے اہل خیر سے دعاؤں، مشوروں اور مالی تعاون کی درخواست ہے۔

ڈاکٹر صفدر سلطان اصلاحی
سکریٹری ادارۂ تحقیق وتصنیف اسلامی، نبی نگر، جمال پور، علی گڑھ
Mob:9410060558

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ابنِ سیّد الناس اور ان کی کتابِ سیرت

حافظہ صبیحہ منیر

نام ونسب

ابن سید الناس کا نام محمد بن محمد بن محمد بن احمد بن سید الناس ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) نے اُن کا تفصیلی نسب نامہ یوں ذکر کیا ہے:

''أبو الفتح فتح الدین محمد بن محمد بن محمد بن أحمد بن عبداللہ بن یحیٰ بن محمد بن أبی القاسم بن محمد بن محمد بن عبدالعزیز بن سید الناس بن أبی الولید بن منذر بن عبد الجبار بن سلیمان الیعمری الربعی، الاشبیلی الأندلسی، المصری القاهری، الشافعی المعروف بابن سید الناس۔'' [۱]

اُن کا لقب 'فتح الدین' اور کنیت 'ابوالفتح اور ابنِ سیّد الناس' ہے۔ ابوالفتح کی کنیت کی وجہ بیان کرتے ہوئے ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

کنّاہ بھا شیخه المسند عبد اللطیف بن عبدالمنعم بن علی المعروف بالنجیب الحرانی۔۔۔ حین أحضرہ والدہ الیه فی مجلس الحدیث۔ [۲]

ابنِ سیّد الناس کی یہ کنیت اُن کے شیخ عبداللطیف بن عبدالمنعم نے، جو کہ نجیب حرانی کے نام سے مشہور تھے، اُس وقت رکھی جب اُن کے والد اُن کو شیخ کی مجلسِ حدیث میں لائے۔

'الیعمری' قبیلہ یعمر کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔

امام سمعانیؒ (م ۵۶۲ھ) قبیلہ یعمر کے بارے میں لکھتے ہیں:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

يعمري نسبة الیٰ بطن من كنانه ۔۳؎	یعمری قبیلۂ کنانہ کی شاخ کی جانب منسوب ہے۔

'الربعی' کی نسبت کے بارے میں ابن الأثیرؒ (م ۶۳۰ھ) لکھتے ہیں:

ربعي نسبة الیٰ ربيعة بن نزار او ربيعة بن الأزد أو ربيعة الجوع أو ربيع بن مالك بن عمرو أو ربيع بن حصن بن ضمضم۔۴؎	ربعی کی نسبت ربیعہ بن بزار یا ربیعہ بن ازد یا ربیعہ الجوع یا ربیع بن مالک یا ربیع بن حصین کی طرف ہے۔

یہاں ربعی کی نسبت 'ربیعہ بن نزار' کی طرف ہے۔

ابتدائی حالات

ابنِ سیّد الناس نے اپنے تلمیذِ رشید صلاح الدین بن ایبک الصفدی (م ۷۶۴ھ) سے اپنی تاریخ پیدائش ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

مولدي في رابع عشر ذي القعدة سنة ۶۷۱ھ بالقاهرة۔۵؎	میں ۱۴/ ذی القعدہ ۶۷۱ھ کو قاہرہ میں پیدا ہوا۔

تاج الدین السبکیؒ (م ۷۷۱ھ) طبقات الشافعیۃ الکبری میں ابنِ سیّد الناس کی تاریخ پیدائش بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

مولدُهٗ في ذي الحجة، سنة احدى وسبعين وستمائة۔۶؎	ان کی پیدائش ذی الحجۃ ۶۷۱ھ میں ہوئی۔

امام شوکانیؒ (م ۱۲۵۰ھ) نے ابنِ سیّد الناس کا نسب نامہ ذکر کرتے ہوئے، ان کے گیارہویں جد کا نام 'ابی القاسم بن محمد' ذکر کیا ہے، جب کہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کے بیان کردہ نسب نامہ میں 'محمد بن ابی القاسم' ہے۔

تعلیم وتربیت

ابنِ سیّد الناس ایک علمی گھرانہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اُن کے دادا اور والد محدث اور اعلیٰ پائے کے عالم تھے۔ اس وجہ سے اُن کی تربیت خالص علمی ماحول میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہوئی۔لڑکپن میں ہی اپنے والد کے ساتھ شیوخ کی مجالس میں حاضر ہونے لگے اور مختلف مشائخ سے اجازت اور سماع کا موقع ملا۔

۱۴ سال کی عمر میں باضابطہ شرفِ تلمذ کے حصول کے لیے مختلف مشائخ کے علمی حلقوں کا رُخ کیا، جہاں کتابتِ حدیث، سماعِ حدیث اور زمانہ کے مروجہ علوم وفنون حاصل کیے۔حافظ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں:

ولم يقتصر من جهة أخرى على تحصيل الحديث وعلومه،فاتّجه الى دراسة الفقه وأصوله، وحفظ في ذلک بعض المتون في الفقه الشافعي، کالتنبيه۔۔۔ وأخذ النحو عن الشيخ بهاء الدين بن النحاس۔۷؎

حدیث اور اس کے متعلقات کے حصول کی وجہ سے دوسرے علوم کے تحصیل میں کمی نہیں آنے دی۔فقہ اور اصول فقہ کی جانب متوجہ ہوئے اور فقہ شافعی کی بعض کتب کے متون جیسے 'تنبیہ' کو یاد کیا۔۔۔نحو میں کامل دست رس شیخ بہاء الدین بن النحاس کے پاس رہ کر حاصل کی۔

سماعِ حدیث اور اجازتِ حدیث کے لیے مختلف علاقوں کا سفر کیا۔ بالآخر ایک وقت ایسا آیا کہ تشنگانِ علم اپنی پیاس بجھانے کے لیے اُن کی خدمت میں حاضر ہونے لگے اور اُن کے فیض سے استفادہ کرنے لگے۔

اساتذہ

ابنِ سیّد الناس نے تحصیلِ علم کے لیے مملکتِ اسلامیہ کے مختلف علاقوں کا سفر کیا اور مختلف علماء اور مشائخ سے حدیث، فقہ، اصول فقہ،نحو اور دیگر علوم وفنون میں استفادہ فرمایا۔حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) سے اُن کے شیوخ کے بارے میں استفسار کیا گیا،تو انھوں نے فرمایا:

لعل مشيخته يقاربون الألف۔۸؎

شاید اُن کے مشائخ کی تعداد ایک ہزار کے قریب ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ابنِ سیّد الناس کے مشہور اساتذہ کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ عبدالطیف بن عبدالمنعم بن علی، المعروف بالنجیب الحرانی علیہ الرحمۃ

۲۔ الامام عزالدین أحمد بن ابراھیم الفارسی علیہ الرحمۃ

۳۔ أبوالقاسم الخضر بن أبی الحسین بن الخضر بن عبدان الأزدی الدمشقی علیہ الرحمۃ

۴۔ شامیۃ بنت الحافظ أبی علی الحسن بن محمد بن البکری، أمۃ الحق۔

۵۔ اسماعیل بن ابراھیم بن عبدالرحمن المخزومی، المعروف بابن قریش علیہ الرحمۃ

۶۔ أبوعبداللہ محمد بن مؤمن الصوری علیہ الرحمۃ

۷۔ الامام قطب الدین ابوبکر محمد بن أحمد القسطلانی علیہ الرحمۃ

۸۔ شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن ابراھیم بن عبدالواحد المقدسی علیہ الرحمۃ

۹۔ الشیخ الغز عبدالعزیز بن الصیقل الحرانی علیہ الرحمۃ

۱۰۔ أبوعمرو محمد بن محمد بن سیدالناس علیہ الرحمۃ

۱۱۔ تقی الدین، أبوالفتح، محمد بن علی بن وھب بن مطیع القشیری، المالکی، الشافعی، المعروف بابن دقیق العید علیہ الرحمۃ

۱۲۔ ابوعبداللہ، محمد بن ابراھیم بن محمد بن ابی نصر، بھاء الدین بن النحاس علیہ الرحمۃ الحلبی، النحوی

ان کے علاوہ انھوں نے ابو الانماطی، غازی الحلاوی، ابن الخیمی، ابن الخطیب المزۃ، ابن الفتح بن المجاور، ابن عساکر، أبوالاسحاق الواسطی، القاضی أبوالقاسم الحراستانی، الصوفی أبی عبداللہ بن البنائ، أبوالحسن بن البناء اور مصر، اسکندریہ، شام، حجاز اور اندلس کے علماء سے بھی اجازت اور سماع کا شرف حاصل کیا۔[۹]

معاصر شخصیات کی آراء

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ابنِ سیّد الناس کو اُن کے معاصرین نے شان دار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا ہے۔ اُن کو اعلیٰ درجہ کا محدث، فقیہ، حافظ، ادیب، فصیح و بلیغ شاعر اور علل رواۃ جاننے والا بتلایا ہے۔ ذیل میں چند حضرات کی آراء نقل کی جاتی ہیں: ابن شاکر الکتبی (م ۷۶۴ھ) حافظ ذہبیؒ کی رائے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

كان صدوقاً في الحديث، حجة في ماينقله۔ ۱۰	وہ حدیث میں سچے تھے اور جو کچھ انھوں نے بیان کیا ہے اس میں حجت تھے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی، ابن فضل اللہ کی رائے ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

كانَ أحد أعلام الحفاظ و امام أهل البلاغة الواقفين بعكاظ بَحر مكثار وَحبر في نقل الاثار۔ ۱۱	وہ بڑے علماء اور حفاظ حدیث میں سے تھے، اہل البلاغۃ کے امام تھے۔ علم کا سمندر تھے۔ آثار کی روایت میں مہارت رکھتے تھے۔

تاج الدین السبکی علم الدین قاسم بن یوسف البرزالی کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

كان أحد الأعيان معرفةً و اتقاناً و حفظاً للحديث وتفهّماً في علله و أسانيده۔ ۱۲	حدیث کی معرفت، مہارت اور حفظ میں معروف ومشہور علماء میں سے ایک تھے اور احادیث کی علل و اسانید کو خوب جاننے والے تھے۔

حافظ ابن کثیر (م ۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

اشتغل بالعلم۔۔۔ ولم يكن في مصر في مجموعه۔ ۱۳	(ابنِ سیّد الناس) تعلیم وتعلم میں مشغول رہے۔۔۔ مصر میں اُن جیسا کوئی نہیں تھا۔

ابن العماد (م ۱۰۸۹ھ) ابن ناصر الدین کا قول نقل کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

كان اماماً، حافظاً ۔۔۔ بارعاً، شاعراً واديباً۔ ۱۴	(ابنِ سیّد الناس) وقت کے امام، حافظ، صالح، شاعر اور ادیب تھے۔

امام اسنوی (م ۷۷۲ھ) فرماتے ہیں:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حافظ الدیار المصریۃ۔۱۵؎ ابنِ سیّد الناس دیارمصر کے بڑے حافظ تھے۔

ابنِ سیّد الناس بہ حیثیت سیرت نگار

ابنِ سیّد الناس کوسیرت نگاروں میں نہایت اعلیٰ مقام حاصل ہے۔ ان کا شمار اپنے زمانے کے ممتاز محدثین میں ہوتا ہے۔مگر سیرت نگار کی حیثیت سے وہ زیادہ مشہور ہیں۔انھوں نے اپنی کتاب 'عیون الاثر' میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کومستند روایات کی روشنی میں بیان کیا ہے، جس میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شمائل و عادات، سیرت کے اہم واقعات اور غزوات کا مفصل ذکر کیا ہے۔ اس کتاب کا شمار فنِ سیرت کی نہایت جامع اور معتبر ومستند کتاب میں ہوتا ہے۔ مؤلف نے کتاب کا آغاز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب نامہ سے کیا اور بعد کے اہم واقعات کو بیان کر کے غزواتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تذکرہ کیا ہے۔سرورعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے ذکر سے قبل آپؐ کے فضائل وشمائل اور عادات، رشتہ داروں اور آپؐ کے استعمال میں رہنے والی اشیاء کا ذکر کیا ہے۔ انھوں نے سیرت کے سابقہ ذخیرہ کوسامنے رکھتے ہوئے ان کا اختصار پیش کیا ہے اور بقدرضرورت اس میں اضافہ بھی کیا ہے۔

عیون الاثر کا منہج واسلوب

آٹھویں صدی ہجری کی کتبِ سیرت میں 'عیون الاثر' ممتاز درجہ کی حامل ہے۔ کتاب کا مکمل نام 'عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر' ہے۔ یہ کتاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادات ومعمولات، فضائل وشمائل اور غزوات کے بیان، مختلف سیرت نگاروں کی آراء واقوال کو جاننے اور اعلام وانساب کی وضاحت کے سلسلے میں بنیادی مأخذ کا درجہ رکھتی ہے۔ مصنف نے کتاب کو ابواب اور فصول میں تقسیم نہیں کیا ہے، بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ کے تمام اہم واقعات کو 'ذکر نسب سیدنا ونبینا رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۔۔۔۔ **ذکر مولد رسول اللہ ﷺ، ذکر تسمیۃ محمد و أحمد ﷺ الخ** '' جیسے عناوین کے تحت واقعات کے تمام اجزاء کو مفصل بیان کیا ہے۔

بنیادی طور پر یہ کتاب مضامین کے اعتبار سے تین حصوں پر منقسم ہے:

۱۔ مضامینِ سیر

۲۔ مضامینِ غزوات

۳۔ مضامین فضائل وشمائل

ابن اسحاق اور امام واقدی پر کلام

ابنِ سیّد الناس نے سیرت اور مغازی کے بنیادی رواۃ 'امام ابن اسحاق اور واقدی' پر کتاب کے مقدمہ میں مفصل کلام کیا ہے۔ انھوں نے ان حضرات کے بارے میں اہل سیر کے بیانات کے ساتھ ان پر ہونے والے اعتراضات کا بھی جائزہ لیا ہے اور یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ ان کے کلام پر اعتبار کیا جاسکتا ہے، کیوں کہ سیرت نبوی ﷺ کی معلومات کے سلسلے میں بعد کے تمام مؤلفین ان حضرات کے محتاج ہیں، نیز ان کی بیان کردہ روایات میں ایسی کوئی بات نہیں جو احادیثِ صحیحہ کے منافی ہو۔ مشہور اسکالر ڈاکٹر محمود احمد غازی 'ابن سید الناس' کے اس محاکمہ کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

> ''انہوں نے محاکمہ کرنے کے بعد نتیجہ نکالا کہ اُن دونوں کے بیانات بالکل مستند ہیں ۔۔۔ یہ معلومات سیرت کے عمومی اسٹریکچر میں جہاں جہاں خلا ہے، اُس کی تکمیل کرتی ہیں اور ایسی کوئی چیز نہیں جو تحقیق کی میزان پر پوری نہ اُترتی ہو۔'' [۱۶]

ابن اسحاق اور واقدی کی 'عدالت' پر اتنا مفصل کلام ابنِ سیّد الناس کی کتاب 'عیون الاثر' کے علاوہ سیرت کی کسی اور کتاب میں نہیں ملتا۔ ان کے بارے میں منفی اور مثبت آرا کے جائزہ کے بعد ابن سید الناس اُن کی تصویب کے قائل ہیں اور اُن کی بیان کردہ معلومات پر اعتماد کو درست قرار دیتے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسلوبِ تحریر

ابنِ سیّد الناس نے 'عیون الاثر' میں قاری کی سہولت کے لیے واقعات کا زمانی ترتیب سے ذکر کیا ہے۔ انھوں نے سیرت طیبہ کے اہم پہلوؤں کو عنوانات کے تحت بیان کرتے ہوئے کلام اور واقعہ کی مناسبت سے اشعار بھی پیش کیے ہیں۔ انھوں نے اپنے زمانہ کے دستور کے مطابق مسجع و مقفّٰی کلام کے بجائے اپنی بات کو نہایت ہی سادہ، بے تکلف اور سیدھے سادہ انداز میں پیش کیا ہے۔

محقق محی الدین مستو لکھتے ہیں:

لم یثقل کتابه بأسلوب السجع والمحسنات الذی کان سائداً فی عصره، بل أطلق عبارته من کل قید۔۱۷؎

انھوں نے ایسے بناوٹ اور تکلف کے اسلوب کے ذریعے اپنی کتاب کو دشوار نہیں بنایا جو اُن کے زمانہ میں عام طور پر جاری تھا، بلکہ اپنی کتاب کی عبارتوں کو ہر قسم کے قید سے آزاد رکھا۔

ابن سید الناس کی حیات میں ہی 'عیون الاثر' کو لوگوں میں پذیرائی حاصل ہو چکی تھی۔ بعد کے سیرت نگاروں نے اس کتاب کی افادیت کے پیشِ نظر اُس کو نظم و نثر اور تلخیص و تشریح کے ذریعے عوام کی خدمت میں پیش کیا۔

اسانید

ابنِ سیّد الناس نے 'عیون الاثر' کو محدثانہ طرز پر مرتب کیا، مگر قاری کو اکتاہٹ سے بچانے کے لیے انھوں نے اسناد کا بار بار ذکر نہیں کیا، بلکہ جن کتب کو مدنظر رکھ کر کتاب کی تالیف کی اُن کی اسناد کو کتاب کے آخر میں جمع کر دیا ہے۔ اس بات کا تذکرہ مصنف نے کتاب کے مقدمہ میں صراحت سے کر دیا ہے۔ لکھتے ہیں:

أذکر أسانیدی الی مصنّفی تلک الکتب فی مکان واحد عند انتهاء الغرض من هذا المجموع۔۱۸؎

اس مجموعہ کے آخر میں ایک ہی جگہ میں اپنی تمام اسناد کو، جن کے ذریعے یہ کتب مجھ تک پہنچی ہیں، ذکر کروں گا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مصنف نے یہ انداز صرف قارئین کی سہولت کے پیشِ نظر اپنایا ہے، تاکہ وہ اُکتاہٹ نہ محسوس کریں اور تمام واقعات اور حالات مستند مآخذ کے ذریعہ ان تک پہنچ سکیں۔

شرکائے واقعاتِ سیرت کے اسماء کی تفصیل کا اہتمام

واقعات کی تفصیل کے ذیل میں اُن میں شریک صحابہ کرام اور دیگر لوگوں کے اسماء کی وضاحت کرتے ہیں۔ ناموں کے وضاحت کے دوران اس سلسلہ میں پائے جانے والے اختلاف کا بھی ذکر کرتے اور غلط رایوں کی تردید کرتے ہیں۔ جیسے غزوۂ احد کے دوران شہید ہونے والوں کے اسماء درج کرتے ہوئے علامہ ابن عبدالبر کا قول نقل کیا کہ اُن (علامہ ابن عبدالبر) کے نزدیک خنیس بن حذافہ بن قیس بن عدی اسی غزوہ میں شہید ہوئے تھے۔ اس پر مؤلف لکھتے ہیں:

ولیس ذلک بشیٔ، والمعروف أنه مات بالمدینة علی رأس خمسة وعشرین شهراً بعد رجوعه من بدر، وتأیمت منه حفصة بنت عمر فتزوّجها رسول الله ﷺ فی شعبان علی رأس ثلاثین شهراً، کما سیأتی ان شاء الله تعالی، وکل ذلک قبل أحد۔[19]	اس بات کی کوئی حقیقت نہیں۔ مشہور یہ ہے کہ وہ غزوۂ بدر سے لوٹنے کے بعد مدینہ منورہ میں (ہجرت مدینہ کے) ۲۵ ماہ کی ابتدا میں فوت ہوئے اور حضرت حفصہ بنت عمرؓ، جو ان کے نکاح میں تھیں، بیوہ ہوئیں تو نبی کریم ﷺ نے (ہجرت مدینہ کے) تیسویں ماہ کے شروع میں شعبان میں اُن سے نکاح کیا۔ اس کی تفصیل ان شاء اللہ آگے آئے گی۔ یہ تمام واقعات غزوۂ احد سے قبل رونما ہوئے۔

اختلافی آراء کا تذکرہ اور جزوی تفصیلات

اس کتاب میں ناموں کے درست تلفظ، اُن کے نسب ناموں میں پائے جانے والے اختلاف اور مختلف واقعات میں شریک حضرات کے بارے میں پائے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جانے والے اختلاف کی وضاحت کثرت سے ملتی ہیں۔ ابنِ سیّد الناس اعلام واماکن میں پائے جانے والے ابہام اور وہم کو دور کرنے اور ناموں کی وضاحت میں اپنی رائے کو حتمی قرار نہیں دیتے، بلکہ قاری کو راجح رائے اختیار کرنے کا موقع فراہم کرتے ہیں۔ جیسے غزوۂ ذات الرقاع کو ذات الرقاع کیوں کہا جاتا ہے؟ اس سے متعلق مختلف اقوال نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

غزوة ذات الرقاع، وسمّیت بذلک لأنهم رقعوا فیها رأیاتهم، ویقال: ذات الرقاع شجرة بذلک الموضع، وقیل: لأن أقدامهم نقبت، فکانوا یلفّون علیها الخرق، وقیل: بل الجبل الذی نزلوا علیه کانت أرضه ذات ألوان تشبه الرقاع۔[۲۰]

اس غزوہ کو ذات الرقاع اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس میں صحابہ کرام نے اسی مقام پر اپنے جھنڈے گاڑے تھے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ذات الرقاع اس جگہ کے ایک درخت کا نام ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس غزوہ میں صحابہ کے پیروں میں آبلے پڑ گئے تھے، چنانچہ انھوں نے ان پر پٹیاں باندھ لی تھیں، اس وجہ سے اس غزوہ کو ذات الرقاع کا نام دیا گیا۔ اس کی ایک وجہ تسمیہ یہ بیان کی گئی ہے کہ اس موقع پر صحابہ نے جس پہاڑ پر پڑاؤ ڈالا تھا اس کی زمین رنگ برنگی تھی۔

ابنِ سیّد الناس نے تمام اقوال درج کر دیے ہیں، لیکن کسی بھی رائے کو ترجیح نہیں دی ہے۔

آیاتِ قرآنی کا استعمال

ابنِ سیّد الناس کبھی واقعاتِ سیرت سے پہلے موضوع سے متعلق قرآنی آیات کا ذکر کرتے ہیں۔ اس کا مقصد سیرت نبوی کو قرآن کریم کا آئینہ قرار دینا ہے۔ جیسے سرورِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کے بیان میں لکھتے ہیں:

قال اللہ تعالی (وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ)۔[۲۱]

''اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: یقیناً آپؐ اخلاق کے عظیم مرتبہ پر فائز ہیں۔''

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تاریخوں کا اہتمام

ابنِ سیّد الناس واقعات کی تاریخ سے متعلق پائے جانے والے اختلاف کو وضاحت سے بیان کرتے ہیں۔ جیسے غزوہ بنونضیر کس تاریخ میں واقع ہوا؟ اُس کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وهي عند ابن اسحق: في شهر ربيع الأول علی رأس خمسة أشهر من وقعة أحد، وقال البخاری: قال الزهری عن عروة: كانت علی رأس ستة أشهر من وقعة بدر، قبل أحد۔ ۲۲؂

ابن اسحاق کے نزدیک غزوۂ بنونضیر غزوۂ احد کے واقعہ کے بعد پانچویں مہینہ (ربیع الاول) کی ابتدا میں ہوا۔ امام بخاری نے کہا: زہری عروہ بن الزبیر کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ غزوۂ بنونضیر غزوۂ بدر کے بعد چھٹے مہینہ میں غزوۂ احد سے پہلے پیش آیا۔

واقعاتِ سیرت کے اسباب ووجوہ کا تذکرہ

ابنِ سیّد الناس کسی واقعہ سے متعلق پائے جانے والے مختلف اسباب پر بھی روشنی ڈالتے ہیں۔ جیسے غزوۂ مؤتہ کیوں پیش آیا؟ اس کی وجہ ذکر کرتے ہوئے انھوں نے لکھا ہے:

وكان سببها أن رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم بعث الحارث بن عمير الأزدي أحد بني لهب بكتابه الی الشام الی ملك الروم، وقيل: الی ملك بصری، فعرض له شرحبيل بن عمرو الغساني فأوثقه رباطاً ثم قدم فضرب عنقه صبراً، ولم يقتل لرسول الله صلی الله عليه وآله وسلم رسول غيره، فاشتد ذلك عليه حين بلغه الخبر عنه۔ ۲۳؂

غزوۂ موتہ کا سبب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حارث بن عمیر ازدی رضی اللہ عنہ کو، جو کہ بنولہب سے تعلق رکھتے تھے، ملک روم کے نام خط کے ساتھ شام کی جانب بھیجا۔ بعض کے نزدیک ملک بصریٰ کے نام خط دے کر بھیجا تھا۔ وہ یہ خط لے کر نکلے تو انھیں شرحبیل بن عمرو غسانی نے گرفتار کر لیا اور انھیں رسیوں میں جکڑ کر شہید کر دیا۔ ان کے علاوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی قاصد کو شہید نہیں کیا گیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی خبر ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سخت ناراض ہوئے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مختلف فیہ اقوال میں ترجیح

بعض مرتبہ ابنِ سیّد النّاس کسی مختلف فیہ مسئلہ میں کسی ایک قول کو ترجیح دیتے ہیں۔ جیسے حدیث المعراج کے ذیل میں انھوں نے اس اختلاف کا ذکر کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی معراج کے موقع پر آپؐ کو اللہ تعالیٰ کی رؤیت آنکھوں کے ذریعے ہوئی تھی یا نہیں؟ حضرت عائشہ صدیقہؓ اس کا انکار کرتی ہیں، جب کہ حضرت ابن عباسؓ اس کے قائل ہیں۔ ابنِ سیّد النّاس نے حضرت ابن عباسؓ کے قول کو ترجیح دی ہے۔ اس پر یہ اعتراض ہوسکتا تھا کہ قرآن کریم میں تو رؤیۃ بالا بصار کی نفی کی گئی ہے۔ اس اعتراض کو دور کرتے ہوئے ابنِ سیّد النّاس رقم طراز ہیں:

قلت: وقولہ تعالیٰ: (لَاتُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ) لا یعارض ھذہ، لأنہ لا یلزم من الرؤیۃ الادراک۔ ۲۴؎

میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ''اللہ تعالیٰ کی ذات کا 'ادراک' آنکھوں سے ممکن نہیں'' (حضرت ابن عباسؓ کے) اس قول کے منافی نہیں۔ اس لیے کہ دیدار سے ادراک (یعنی مکمل احاطہ) لازم نہیں آتا۔

اشعار کا استعمال

بعض مرتبہ کسی لفظ کے معنیٰ کی وضاحت میں ابنِ سیّد النّاس بطور دلیل اشعار کا بھی ذکر کرتے ہیں مثلاً:

وقدح من عیدان مفتوح العین المھملۃ ساکن الیاء آخر الحروف۔ والعیدان النخلۃ السحوق۔ قال الشاعر:

لکڑی کا پیالہ۔ لفظ عیدان میں عین زبر اور یا کے سکون کے ساتھ پڑھا جائے گا۔ عیدان لمبے کھجور کے درخت کے تنے کو کہا جاتا ہے۔ جیسے شاعر کہتا ہے:

ان الریاح اذا ما عصفت قصفت
عیدان نجد ولم یعبأن بالرتم۔ ۲۵؎

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

''بے شک ہوائیں جب تند وتیز ہوتی ہیں تو وہ نجد کے لمبے کھجور کے درختوں
کو اُکھاڑ دیتی ہیں اوراُن کے مضبوط اور تناور ہونے کی پروانہیں کرتیں۔''

عیون الاثر کے بارے میں علما کی آراء

ابنِ سیّد الناس کی تالیف لطیف 'عیون الاثر' کی، اُن کے ہم عصر علماء اور متاخرین نے خوب تعریف کی ہے۔بعض حضرات نے اس کی شرحیں کی ہیں اور بعض نے اسے منظوم انداز میں پیش کیا ہے۔ ذیل میں کتاب کے بارے میں چند اہل علم کی آراءکو پیش کیا جاتا ہے:

حافظ تاج الدین السبکی لکھتے ہیں:

صنّف الشیخ فتح الدین کتاباً فی المغازی والسیر سمّاه عیون الأثر: أحسن فیه ماشاءَ۔۲۶

شیخ فتح الدین نے مغازی اور سیرت میں ایک کتاب تصنیف فرمائی،جس کا نام 'عیون الاثر' ہے۔ یہ بہت عمدہ تصنیف ہے۔

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

قد جمع سیرة حسنة فی مجلدین۔۲۷

اُنہوں نے دوجلدوں میں سیرت کے موضوع پر عمدہ کتاب تصنیف کی ہے۔

شمس الدین السخاوی (م ۹۰۲ھ) کتاب کی توصیف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ماأحسنه۔۲۸ (کیا ہی عمدہ کتاب ہے۔)

امام شوکانی (م ۱۲۵۰ھ) کتاب کی افادیت کا ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

له تصانیف: منها السیرة النبویة المشهورة،التی انتفع بها الناس من أهل عصره فمن بعدهم۔۲۹

اُن کی بہت سی تصانیف ہیں۔ اُن میں سے ایک سیرت نبوی پر مشہور کتاب ہے، جس سے اُن کے زمانے اور بعد کے لوگوں نے فائدہ اٹھایا۔

الغرض ابنِ سیّد الناس کا سیرت میں بہت اہم مقام ہے۔ اُنہوں نے سیرت کے سابقہ کام کی تنقیح کر کے مختصر ومدلل طور پر سیرت النبی کو پیش کیا ہے۔ یہ کتاب

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حالات زندگی، غزوات وسرایا اور شمائل، معجزات اور دلائل پر مشتمل ہے۔ واقعات کو منقّح و مصفّٰی کر کے نہایت جامع انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ مزید یہ کہ یہ کتاب محدثانہ طرز پر تالیف کی گئی ہے۔ ان خوبیوں کی وجہ سے اس تالیف کو بعد کے ادوار میں بہت مقبولیت ملی۔ عیون الاثر کی سب سے مشہور شرح برہان الدین الحلبی المشہور بہ ابن العجمی کی کتاب 'نور النبراس فی شرح سیرۃ ابن سیدالناس' ہے، جس کا کچھ حصہ شائع ہو چکا ہے۔

حواشی ومراجع

۱۔ ابن حجر عسقلانی، شہاب الدین احمد بن حجر، الدرر الکامنة فی أعیان المائة الثامنة، مجلس دائرہ المعارف العثمانیہ، حیدرآباد، الطبعۃ الثانیۃ، ۱۹۷۲ئ، ۵/۴۷۶

۲۔ حوالہ سابق، ۵/۴۸۲

۳۔ السمعانی، ابو سعید عبدالکریم بن محمد بن منصور، الأنساب، دارالفکر، بیروت، ۱۴۰۹ھ/۱۹۹۸ئ، ۵/۶۹۹

۴۔ ابن الاثیر، عزالدین الجزری، اللباب فی تهذیب الأنساب، دارصادر، بیروت، س۔ن، ۲/۱۵-۱۶

۵۔ الصفدی، صلاح الدین خلیل بن ایبک، الوافی بالوفیات، تحقیق: احمد الارناوط اور ترکی مصطفی، داراحیاء التراث بیروت، العربی، الطبعۃ الاولیٰ ۲۰۰۰ئ، ۱/۲۳۳

۶۔ السبکی، تاج الدین عبدالوہاب بن تقی الدین، طبقات الشافعیة الکبری، تحقیق: عبدالفتاح محمد، داراحیاء الکتب العربی، بیروت، س۔ن، ۹/۲۶۹

۷۔ الدرر الکامنة، ۵/۴۷۷

۸۔ الشوکانی، محمد بن علی، قاضی، البدر الطالع بمحاسن من بعد قرن السابع، دارالکتب الاسلامی، قاہرہ، س۔ن، ۲/۲۵۰

۹۔ الدرر الکامنة، ۵/۴۷۸-۴۷۹

© rasailojaraid.com